﴿وَفِیۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ﴾

# حقیقت توجہ

ازافادات

حضرت مولانا **پیر ذوالفقار احمد صاحب** نقشبندی مجددی دامت برکاتہم



## فہرست عناوین


| شمار | عناوین | صفحہ |
|---|---|---|
| ۱ | توجہ کیا ہوتی ہے | ۱۴۵ |
| ۲ | نبی کی توجہ نوجوان پر | ۱۴۶ |
| ۳ | فرشتہ کی توجہ کا اثر | ۱۴۷ |
| ۴ | حضرت مولانا خلیل احمدؒ کا واقعہ | ۱۴۸ |
| ۵ | خواجہ عبدالماک کا واقعہ | ۱۴۹ |
| ۶ | توجہ کی حقیقت | ۱۵۱ |
| ۷ | حضرت سید زوار حسینؒ کا مشاہدہ | ۱۵۳ |
| ۸ | انگلینڈ کا واقعہ | ۱۵۴ |
| ۹ | زیادہ کھانے والے سالک کا واقعہ | ۱۵۵ |
| ۱۰ | خواجہ احمد سعید قریشی | ۱۵۶ |
| ۱۱ | خواجہ سعید احمد قریشیؒ کی توجہ | ۱۵۸ |
| ۱۲ | توجہ خصوصی | ۱۵۸ |
| ۱۳ | رابطۂ قلبی | ۱۵۹ |
| ۱۴ | ظاہر میں خاموش | ۱۶۰ |
| ۱۵ | رابطۂ قلبی کا نعم البدل | ۱۶۱ |
| ۱۶ | فیض باطن ملنے کی علامتیں | ۱۶۱ |
| ۱۷ | حضرت نانوتویؒ کی ایک کیفیت | ۱۶۳ |
| ۱۸ | وقوف قلبی | ۱۶۳ |
| ۱۹ | حضرت خواجہ عزیز الحسنؒ کا واقعہ | ۱۶۴ |
| ۲۰ | سوالات کے جوابات | ۱۶۵ |

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ

# اقتبـــــاس

ہمارے حضرت خواجہ سعید احمد قریشیؒ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ وہ توجہ دیتے تھے اور بسا اوقات پورے کے پورے شہر والوں پر توجہ ڈالتے تھے اور پھر فرمایا بھی کرتے تھے کہ شہر میں بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کے قلوب سے وہ نور اور توجہ ٹکرا کر واپس آتی ہے

اور میں کشفاً آواز سنتا ہوں کہ ہمارے لئے اس دل میں کوئی جگہ نہیں ہے فرماتے تھے میں اس توجہ سے یہ آواز سنتا تھا تو یہ توجہ ایک عجیب چیز ہے

﴿ازافادات﴾

حضرت مولانا **پیر ذوالفقار احمد صاحب** نقشبندی مجددی دامت برکاتہم



**الحمدلله و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی**

**امابعد!**

**اعوذ باللّٰہِ من الشیطان الرجیم ☆ بسم اللّٰہِ الرحمن الرحیم**

﴿وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

انسان گوشت پوست کا بنا ہوا ہے دھڑکنے والا دل رکھتا ہے، یہ متأثر کرتا بھی ہے اور متأثر ہوتا بھی ہے، متأثر کرتا ہے اپنے اچھے اخلاق سے، عقلمندی سے، علم سے، ایثار قربانی سے، تواضع سے جو بھی اخلاق حمیدہ اس کے اندر ہوں تو دوسرے لوگ اس سے متأثر ہوتے ہیں، اپنے کلام سے متأثر کرتا ہے اور دوسرا بندہ متأثر ہوتا بھی ہے، اگر اسکے اندر قوت ارادی زیادہ آجائے تو اس کی متأثر کرنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے، جس بندے میں بھی قوت ارادی بہت ہوگی تو وہ دوسرے کو متأثر کرے گا حتیٰ کہ فاسق و فاجر ہے بے عمل ہے، اس کا بھی اثر ہو جاتا ہے شریعت کی نظر میں اسکو کہتے ہیں نظر کا لگ جانا، حدیث پاک میں آتا ہے [اَلْعَیْنُ حَقٌّ] کہ نظر کا لگ جانا حق ہے، نظر کیوں لگتی ہے؟ عداوت کی وجہ سے یا محبت کی وجہ سے، چھوٹے بچے کو نظر بھر کر پیار سے دیکھ لیا تو بچے کو نظر لگ گئی اور ہم نے تو دیکھا کہ کئی دفعہ بچے کو ماں ہی کی نظر لگ جاتی ہے، کیوں کہ وہ جو پیار سے بار بار اس کو دیکھتی ہے، اور اگر دل میں کسی کے بارے میں عداوت، حسد، کینہ ہو اسکی بھی نظر لگ جاتی ہے

چنانچہ نبی ﷺ کے زمانے میں بعض صحابہ کو نظر لگی اور نبی ﷺ نے اتارنے کا طریقہ بتایا، تو ہم شریعت کے اندر نظر کو مانتے ہیں تو اب سوچنے کی بات ہے کہ جس نظر کے اندر عداوت ہے دشمنی ہے حسد ہے کینہ ہے بغض ہے اگر یہ نظر دوسرے بندے پر اثر دکھا سکتی ہے تو جس نظر کے اندر شفقت ہو رحمت ہو محبت ہو اخلاص ہو، تو یہ نظر دوسرے پر اثر کیوں نہیں دکھا سکتی۔

## توجہ کیا ہوتی ہے

اکثر سالکین پوچھتے ہیں کہ یہ توجہ کیا ہوتی ہے؟ تو اچھی نظر کے لگ جانے کو توجہ کہتے ہیں اب بری نظر سے تو کوئی غیر مقلد بھی انکار نہیں کر سکتا حدیث پاک میں ہے تو بری نظر سے تو آپ بھی انکار نہیں کر سکتے لہذا اچھی نظر کا ہم اقرار کرتے ہیں، یہ جو اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر بندے کے دل پر اثر ہوتا ہے یہ اصل میں ان کی توجہ ہوتی ہے، ان کی نظر لگ جاتی ہے، برے کی نظر لگی تو بندے پر برے اثرات ہو گئے اور اچھوں کی اچھی نظر لگی تو بندے پر اچھے اثرات ہو گئے، پھر اس کو توبہ کرنے کا دل چاہتا ہے نیکی کرنے کا دل چاہتا ہے اللہ کا بننے کو دل چاہتا ہے سارے گناہ چھوڑنے کو دل چاہتا ہے، لہذا اس کے اثرات ہوتے ہیں اس کو توجہ کہتے ہیں، اگر جانوروں کے پاس رہنے سے ان کے اثرات بندے پر ہو سکتے ہیں تو کیا اللہ والوں کے پاس رہنے سے ان کے اثرات نہیں ہو سکتے، اثرات ہوتے ہیں، کسی نیک بندے کی وجہ سے اثرات پڑنے کو توجہ کہتے ہیں اور یہ حدیث پاک سے بھی ثابت ہے۔

نبی ﷺ کے اندر توجہ نقطہء کمال پر تھی ایک نظر پڑتی تھی دھو کر رکھ دیتے تھے

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ھادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

مردہ آتے تھے، مسیحا بن کر واپس لوٹتے تھے اور کس کو توجہ کہتے ہیں؟ اسی کو تو توجہ



کہتے ہیں نبی ﷺ کی ایک صحبت دل کی کایا پلٹ کر رکھ دیتی تھی، یہ توجہ ہوتی ہے۔

## نبی کی توجہ نوجوان پر

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک نوجوان نے نبی ﷺ کی خدمت عرض کی کہ اللہ کے نبی! مجھے زنا کی اجازت دیجئے نبی ﷺ نے پہلے اس کو سمجھایا کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی تیری والدہ سے یہ کام کرے؟ اس نے کہا نہیں، تیری بہن سے؟ کہا نہیں، تیری بیٹی سے؟ نہیں، تو فرمایا کہ تو جس سے بھی زنا کرے گا وہ کسی کی ماں، کسی کی بہن، کسی کی بیٹی، کسی کی بیوی ہو گی تو دوسرے لوگ بھی پسند نہیں کرتے، اب بات نبی ﷺ نے سمجھا دی تھی حدیث پاک میں آتا ہے کہ پھر نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کے سینہ پر رکھ کر کہا [اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ] اے اللہ اسکو معاف کر دے نبی ﷺ نے دعا کے چند لفظ کہے وہ صحابی کہتے ہیں کہ میرے دل سے زنا کا جذبہ اس طرح ختم ہوا کہ اس سے زیادہ بڑا گناہ میری نظر میں کوئی نہیں تھا، یہ سینہ پر ہاتھ رکھنا کیا تھا؟ وقت کے نبی نے بے مقصد ہاتھ تو نہیں رکھا تھا تو نبی کا ہاتھ جو سینہ پر پڑا وہ کس لئے؟ یہ توجہ تھی ایک لمحہ پہلے تو وہ بندہ اجازت مانگ رہا ہے اتنا نشہ چھایا ہوا ہے، کوئی چھوٹی بات ہے؟ وہ نبی ﷺ کی عظمت کو جانتا تھا، اس کو پتہ تھا کہ زنا حرام ہے ایک بندہ حرام کے بارے میں آ کر سوال پوچھ رہا ہے، کیا اسکو پتہ نہیں تھا کہ مجھے ڈانٹ پڑے گی؟ سب پتہ تھا مگر اس وقت طبیعت میں ایک جوش تھا لیکن چونکہ کھرے لوگ تھے آ کر سیدھی بات کر دی کہ اے اللہ کے نبی! زنا کی اجازت دید یجئے اور پھر کہتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے یہ الفاظ کہے تو زنا سے زیادہ میری نظر میں ناپسندیدہ کوئی اور چیز نہ تھی، یہ صفائی کیسے ہوئی؟ توجہ سے ہوئی سیدھی بات ہے اب اندھے ہیں جو کہیں کہ توجہ کہاں ہے؟ یہ توجہ ہی کا کمال ہے محبوب ﷺ نے سینہ پر ہاتھ رکھا اور دعا دی یہ سینہ پر ہاتھ رکھنا کیا ہے؟

## فرشتہ کی توجہ کا اثر

اچھا نبی ﷺ کو جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں اقرأ، آپ فرماتے ہیں ﴿ما انا بقارئ﴾ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، نبی ﷺ فرماتے ہیں [فَاَخَذَنِیْ وَ غَطَّنِیْ] انہوں نے مجھے پکڑا اور خوب دبایا اتنا دبایا کہ [حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجُهْدُ] مجھے تنگی ہونے لگ گئی جبرائیل علیہ السلام نے یہ کام کیوں کیا؟ اور جب سینہ سے لگا کر چھوڑا تو آپ نے پڑھنا شروع کردیا ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾ ابھی تو فرما رہے تھے ﴿مَا اَنَا بِقَارِئٍ﴾ صرف ایک عمل دبانے والا درمیان میں ہوا ہے جس کے بعد آپ نے پڑھنا شروع کردیا تو کس چیز نے پڑھا دیا؟ وہ کیا عمل تھا؟ وہ توجہ تھی اس کو توجہ کہتے ہیں، مشائخ بھی اسی طرح کرتے ہیں کئی دفعہ سینے سے لگا کر توجہ دیدیتے ہیں دوسرے بندے کی زندگی بدل جاتی ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ توجہ کیا ہوتی ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے جو سینے سے لگایا تو اللہ کا بنایا ہوا ایک نظام منتقل ہوا وہ علم وفیض سینہ میں منتقل ہوا، سینہ کھل گیا پڑھنا شروع فرمادیا تو اسکو توجہ کہتے ہیں۔

اچھا جبرئیل علیہ السلام آتے ہیں نبی ﷺ سے سوال پوچھنے کے لئے، اب ادب کا تقاضہ تو یہی ہے کہ استاذ کی جگہ سے شاگرد تھوڑے فاصلہ پر بیٹھے، جبرئیل کس طرح بیٹھتے ہیں؟ [فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْهِ اِلٰی رُکْبَتَیْهِ] نبی ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے ملا کر کیا وجہ ہے؟ کبھی کوئی شاگرد ایسا بیٹھا ہے؟ وہ جو خدائی شاگرد بھیجا گیا تھا وہ آکر ایسے بیٹھا یہ جسم کے اتصال کو فیض کے منتقل ہونے میں دخل ہے، تو ہمارے بزرگ سینہ پر انگلی رکھ کر اللہ اللہ کہہ دیں تو ان کو بات سمجھ میں نہیں آتی، کہتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ یہ کہاں سے آگیا، نبی ﷺ سینہ پر ہاتھ رکھ کر دعا دیں وہ سمجھ میں آتا ہے، کیا یہ وہی عمل نہیں ہے کہ سینہ پر ہاتھ رکھ کر اللہ اللہ کہتے ہیں اللہ تعالی سینہ کی گرہ کھول دیتے ہیں، تو یہ توجہ سمجھ میں آنے والی چیز ہے، یہ اصل میں





صاحب توجہ کی قوۃ ارادی ہوتی ہے، جب اس قوت ارادی کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دل میں دعا کرتا ہے کہ اے اللہ اسکو دھودے تو پھر اللہ تعالی اس کو دھو دیتے ہیں، کوئی نہ سمجھ میں آنے والی بات ہی نہیں ہے، ہمارے بزرگوں نے بھی یہ توجہات دی ہیں۔

## حضرت مولانا خلیل احمدؒ کا واقعہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ شیخ البخاری جن کی علمیت کو غیر مقلد بھی مانتے ہیں انہوں نے اپنے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ آریہ سماج کی جب تحریک چلی تھی، تو ہندوؤں نے مسلمانوں کے گاؤں میں جاکر ان کو دھوکہ سے ہندو کرنا شروع کردیا تھا، مرتد بنانا شروع کردیا تھا، علماء دیوبند کو پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ اس فتنہ کو دفع کرنا تو ضروری ہے، تو انہوں نے اس تحریک کے بانی کو پیغام بھجوایا کہ تم ہمارے ساتھ مناظرہ کرلو، علمی مباحثہ کرلو عوام کے ساتھ الجھنے کی کیا ضرورت ہے؟ طے ہوگیا، چنانچہ مناظرے کے دن مسلمان بھی آئے اور ہندو بھی آئے ہندوؤں نے مناظرہ میں ایک شرط رکھی تھی کہ مناظرے میں کہ ہمارے مہمان خصوصی آگے بیٹھے گے پھر مسلمان بیٹھیں گے تو مسلمانوں نے مان لیا تھا کہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے، اب جب مسلمان مناظر کھڑے ہوئے تو وہ بات تو کررہے تھے لیکن بے ربط سی باتیں تھی جیسے کوئی متردد بندہ ہوتا ہے بے ربط باتیں کرتا ہے ادھر کی کردی ادھر کی کردی کوئی آپس میں جوڑ نظر نہیں آتا تھا حالانکہ وہ مانے ہوئے عالم تھے، ان کے اندر بہت زبردست قوت استدلال تھا وہ بات کرتے تھے تو دوسرے کا دل موہ لیتے تھے اور وہاں ایسے ہوگئے جیسے کوئی گھبرایا ہوا ہوتا ہے، تو ہندوؤں کی ہمتیں بڑھنے لگیں اور مسلمانوں کے دل ٹوٹنے لگے اس وقت ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا تو اس نے جب یہ صورت حال دیکھی تو وہ بھاگا اور بھاگ کر اسٹیج کے پیچھے گیا وہاں حضرت مولانا خلیل الرحمن صاحب سہارنپوریؒ

تشریف فرما تھے کیوں کہ مناظرے میں ایک بڑا کام ہوتا ہے کتاب میں سے حوالے نکال کر دینا اور یہ ہر بندے کے بس کی بات نہیں ہوتی یہ کام وہی کرسکتا ہے جس نے کتابوں میں زندگی گذاری ہو تو حضرت نے یہ کام اپنے ذمہ لیا تھا چنانچہ کتابوں کا بھی انبار لگا ہوا تھا اور حضرت وہاں تھے اگر کوئی حوالہ دکھانا پڑے تو اسی وقت کتاب دکھائی جاسکے، اب وہ آدمی آیا اور اس نے کہا کہ حضرت وہاں تو ماجرا ہی کچھ اور ہے، پوچھا کہ کیا ہوا؟ کہا کہ حضرت ہندو غالب آرہے ہیں اور مسلمان بندے سے تو بات ہی نہیں ہو رہی، ان کی تو زبان ہی نہیں چل رہی، وہ تو ایسے اٹک رہے ہیں جیسے زبان میں گرہ لگی ہو، حضرت نے سنا تو حیران ہوئے اور وہیں بیٹھے بیٹھے متوجہ ہوئے مراقبہ کیا اور مراقبہ میں اللہ کے حضور دعا مانگی کہ اے اللہ! حقیقت حال کو کھول دے تو ان کو محسوس ہوا کہ وہ جو ہندو تھے انہوں نے پہلی لائن میں اپنے سادھوؤں کو بٹھایا ہوا تھا ان میں سے ایک سادھو تھا لمبے بال والا، اور وہ مسلمان مناظر کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا وہ اپنی قوت ارادی کو گویا اس مسلمان مناظر کے دل پر صرف کر رہا تھا، جس کی وجہ سے مسلمان مناظر گھبرایا گھبرایا محسوس ہوتا تھا، حضرت نے جب یہ دیکھا تو حضرت نے وہیں بیٹھے بیٹھے اس ہندو کے قلب کے اوپر توجہ ڈالی جب اسکے قلب پر توجہ گئی تو اسکو یوں محسوس ہوا جیسے کہ آگ لگ گئی اور وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اس کے جانے کی دیر تھی مسلمان مناظر نے بولنا شروع کیا اللہ نے تھوڑی دیر میں مسلمانوں کو فتح عطا فرما دی یہ واقعہ شیخ الحدیثؒ لکھتے ہیں اتنی بڑی علمی شخصیت کا ایک واقعہ کو نقل کرنا یہ چھوٹی بات نہیں ہے کہ، یہ کیا چیز تھی؟ یہ توجہ تھی۔

## خواجہ عبدالمالک کا واقعہ

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ تھے خواجہ عبدالمالک چوک قریشی والے ہمیں ان کی صحبت میں کئی مرتبہ بیٹھنے کا موقعہ بھی ملا وہ حضرت کے خلفاء میں سے





تھے اپنا واقعہ سنانے لگے کہنے لگے کہ میں ایک مرتبہ کراچی سے سکھر جانا تھا دوست کے گھر ملنے کے لئے تو کراچی کے اسٹیشن پر میں بیٹھا ہوا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ اللہ کرے کوئی مجھے کامل مل جائے مجھے کچھ فیض حاصل کرنے کا موقع مل جائے، اور سبق میرا تھا تہلیل کا تو میں بیٹھا ہوا لاالہ الااللہ، لاالہ الااللہ، کررہا تھا کہنے لگے کہ اچانک میں نے دیکھا ایک بندہ داڑھی بھی تھی ٹوپی بھی تھی لمبا کرتہ بھی تھا وہ آیا اور وہ ایک جگہ بیٹھ کر بالکل یوں جیسے مراقبہ کررہا ہو بیٹھ گیا کہنے لگے میں نے اس کو دور سے دیکھا تو میں نے کہا کہ یہ کرتو مراقبہ رہا ہے، لگتا ہے کوئی بھلا آدمی ہے کوئی سالک ہے کیا پتہ شیخ ہے کہنے لگے میں آیا اور میں نے کہا کہ چلو خاموشی سے ان کے مراقبہ میں شریک ہوجاتا ہوں تو میں آکر ان کے سامنے بیٹھا اور جیسے ہی اپنے سبق کی طرف متوجہ ہوا تو اس بندے کو تو جیسے کوئی کرنٹ سی لگی ہو وہ اٹھا اور وہاں سے چلا جب میں نے آنکھ کھول کر دیکھا تو وہ چلا گیا میں نے کہا یار میری قسمت میں فیض لینا ہی نہیں خیر تھوڑی دیر کے بعد میں ادھر ادھر ہوا تو میں نے دیکھا ایک دوسرے پلیٹ فارم پر وہ اسی طرح بیٹھا ہوا تھا مراقبہ کررہا تھا کہنے لگے پھر آہستہ دبے پاؤں گیا اور جاکر قریب بیٹھ گیا جیسے میں بیٹھا میں نے دیکھا کہ وہ پھر وہاں سے اٹھ کر بھاگ گیا اب تو وہ چلا ہی گیا، میں اپنے آپ کو کوستا رہا کہ تیرے گناہ اتنے زیادہ کہ فیض کہاں سے ملے اچھے لوگ تیرا پاس بیٹھنا ہی پسند نہیں کرتے، کہنے لگے خیر گاڑی آئی میں چلا گیا اپنے دوست کے گھر پہنچا بات چیت ہوئی میں نے اسے بتایا کہ میں نے آج ایک اچھے بندے کو دیکھا تھا اور چاہتا تھا کہ میں فیض لوں اور بس میری قسمت میں ہی نہیں تھا، اس نے پوچھا وہ کیسا تھا میں نے کہا ایسی داڑھی ایسا قد ایسے نقش نین، تو وہ چپ ہوگئے کہا اچھا ٹھیک ہے، فجر کی نماز پڑھ کر مجھے کہنے لگا آؤ تمہیں ایک بندہ دکھاتے ہیں، میں نے کہا ٹھیک ہے وہ مجھے لے کر ایک دروازے پر گیا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا، دروازہ کھلا تو وہی اسٹیشن والا بندہ دروازہ کے اوپر کھڑا ہے اب

یہ اس سے پوچھ رہا ہے کیا حال ہیں؟ کیسے ہیں؟ تو پتہ چلا کہ وہ تو ہندو ہے مسلمان نہیں ہے، اس نے پوچھا جی سناؤ کیا حال ہیں؟ اس میرے ملنے والے نے مجھے پہلے سے کہا تھا کہ میرے پیچھے رہنا، سنتے رہنا، زیادہ ظاہر نہ ہونا تو وہ گرو کہنے لگا کہ بس مشکل وقت ہے میں سفر پر گیا ہوا تھا کراچی، کل ہی واپس آیا ہوں اور کل میں بیٹھ کر وہاں ''گیان'' کر رہا تھا کوئی مسلمان تھا وہ میرے سامنے آ کر بیٹھا پتہ نہیں اس نے کیا کیا میری ساری کیفیت ہی ختم ہوگئی، میں وہاں سے اٹھ کر بھاگا اور دوسری جگہ جا کر بیٹھا میں پھر ذرا اپنے اندر توجہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ پھر وہ آ گیا، وہ کیا بلا تھی کہ اس نے ایسی توجہ ڈالی میرا تو سب کچھ ہی ختم کر دیا، یہ بات سن کر میرا ساتھی مجھے لے کر گھر آ گیا کہنے لگا کہ دیکھو تم سمجھ رہے تھے کہ یہ اللہ والا ہے، یہ ہندو تھا اور آپ بیٹھے تھے اپنا سبق کر رہے تھے آپ کے اپنے سبق کے انوارات ایسے تھے کہ جب وہ اسکے دل پر پڑے تو اس کے دل کی ظلمت کو ختم کر دیا اس نے محسوس کیا کہ میرا سب کچھ ہی ختم ہو گیا تو یہ توجہ تو ایک ایسی چیز ہے جو باطن کو دھو کر رکھ دیتی ہے۔

# توجہ کی حقیقت

اچھا اب دنیا کے نقطہ نظر سے دیکھو، آج دنیا کے اندر ہپناٹیزم ہوتا ہے کہ ایک بندہ دوسرے بندے کو اپنی قوت ارادی کے ذریعہ اپنے قابو میں لے لیتا ہے اب اسکو تو مانے بغیر گذارا نہیں اس لئے کہ یہ تو سائنس ہے اور ہو رہا ہے ہمیں یاد ہے کہ ہم بہت چھوٹے تھے، ہمارے شہر میں ہاتھی والی سرکس آئی تھی پانچویں چھٹی کلاس میں ہوں گے، میں نے زندگی میں ہاتھی کبھی نہیں دیکھا تھا تو میرے بڑے بھائی کہنے لگے کہ تمہیں ہاتھی دکھلاؤں میں نے کہا جی اچھا، وہ مجھے دکھانے لے گئے اور میں ایسا بدھو کہ جیسے ہی انہوں نے جا کر چھوڑا میں گیا اور ہاتھی کی سونڈ پکڑنے لگا چھوٹا سا تھا مجھے کیا پتہ ہم تو سمجھے کہ جیسے بکری کے بچے پکڑتے ہیں ویسے ہاتھی





کو بھی پکڑ لیں گے، وہ تو بھائی اچھلے اور انہوں نے مجھے جلدی پکڑ کر پیچھے کیا آج بھی یاد ہے خیر انہوں نے ہاتھی دکھایا، شیر دکھایا پھر ایک ہپناٹیزم کا تماشہ بھی تھا وہ بھی دکھانے لے گئے، وہ دیکھا تو لیا لیکن آج تک وہ مجھے حیران کرتا ہے کہ اس میں ایک لڑکی تھی عمر اس کی اندازا کوئی بیس کے قریب قریب ہوگی وہ آئی اور اسکے ہاتھ میں ایک بانس تھا جسکے آگے ایک نیزہ سا بنا ہوا تھا اور وہ اتنا تیز تھا کہ اس نے لوگوں کو دکھایا کہ دیکھو، اس نیزے کو ایک بندے نے ذرا سا چھیڑا تو اس کی انگلی سے تو خون ہی آ گیا اتنا تیز نوک دار تھا تو دو نیزے اس نے دکھائے اس کے بعد اس نے دو نیزے جا کر زمین میں گاڑ دئے اس طرح کہ دونوں کے نوکیلے سرے اوپر کی طرف تھے، اسکے بعد ایک چھوٹا سا ممبر تھا تین زینہ کا وہ دونوں نے دو نیزوں کے درمیان لا کر رکھا اس کے بعد اس لڑکی نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر دکھایا کہ میرے ہاتوں کے نیچے کوئی چیز نہیں ہے، پھر وہ آئی اور آ کر اس زینے پر کھڑی ہوگئی اتنے میں ایک بوڑھا آیا جو ہپناٹائز کرنے والا بندہ تھا اور اسکے سامنے کھڑا ہو گیا اور 'تو کون میں کون' عامل معمول اس طرح کے اس نے الفاظ کہے جو مجھے یاد پڑتے ہیں اور اسکے بعد اس نے اسکی طرف یوں کر کے دیکھنا شروع کر دیا جیسے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے ہیں، ایک آدھ منٹ دیکھتا رہا، اس دوران ایک نیزا لڑکی کی اس طرف کی بغل کے اندر تھا اور دوسرا اس طرف بغل کے اندر تھا تھوڑی دیر کے بعد ہمیں ایسا لگا جیسے لڑکی کا بدن بالکل ڈھیلا ہو گیا جب اس نے دیکھا کہ اس کی ٹانگیں ذرا دوہری سی ہو رہی ہیں تو اسکے بعد وہ آیا اور اس نے اس کے پاؤں کے نیچے سے وہ لکڑی کا ممبر نکال لیا تو ہم نے دیکھا کہ وہ لڑکی دو نیزوں کے اوپر ہوا میں لٹکی ہوئی ہے، اچھا عجیب بات یہ تھی کہ مجھے میرے بھائی نے بتایا تھا کہ یہ جو جادو ہوتا ہے یہ آنکھوں پر کیا جاتا ہے [یُخَیَّلُ اِلَیۡهِ مِنۡ سِحۡرِهِمۡ اَنَّهَا تَسۡعٰی] تو میں وہاں بیٹھا ہوا آنکھیں مل رہا تھا کہ میں ٹھیک دیکھ رہا ہوں؟ اور میں صاف دیکھ رہا تھا

کہ وہ لڑکی دو نیزوں کے اوپر لٹکی ہوئی ہے لوگوں نے خوب تالیاں بجائیں اب یہ اسکا کھیل تھا جب خوب تالیاں بج گئیں اور اس کو اچھی داد و دہش مل گئی اسکے بعد پھر وہ اس کی طرف اسی طرح کے اشارے کرتا رہا پھر وہ آیا اور آ کر اس نے اسکی بغل میں سے ایک نیزا بھی نکال لیا اب ہم نے دیکھا کہ وہ لڑکی ایک نیزہ کے اوپر لٹکی ہوئی ہے، جب اس طرح وہ لڑکی لٹک گئی تو پھر مجمع نے تالیاں بجانا شروع کر دیں ہمیں سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے خیر ایک دو منٹ اسی طرح گذری اسکے بعد وہ دوبارہ اسکی طرف ایسے ہی دیکھتا رہا اور پھر اس کے پاس آیا اور لڑکی جس کی بغل کے نیچے ایک نیزہ تھا اور اسکا وزن اس کے اوپر تھا اس نے اس لڑکی کو دونوں ٹانگوں سے پکڑا اور بالکل یوں سیدھا کر دیا جیسے جھنڈا ہوتا ہے، ہم نے دیکھا کہ یوں نیزہ تھا اور لڑکی بالکل ادھر، اب تو خیر تالیوں کی انتہا تھی، بہت دیر تک تالیاں بجتی رہیں پھر اس کو انعام بھی ملا لوگوں نے پیسے بھی بڑے دیئے کرتے کرتے اس کے بعد جب وہ کچھ دیر کے بعد پھر وہ عمل کرتا رہا پھر وہ اسکو واپس اس پوزیشن پر لایا جو نیزہ نکالا تھا دوبارہ رکھا پھر لکڑی کا منبر بھی رکھا، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا جیسے ہی وہ لڑکی ہوش میں آئی اسکے پورے بدن کے اوپر پسینہ آ گیا، پھر اس نے آ کر پسینہ پوچھا اور اس کے بدن میں اتنی کمزوری ہوگئی تھی کہ وہ چل نہیں سکتی تھی پھر اور دو بندے آئے اور انہوں نے اس کو سہارا دیا اور اس کو اٹھا کر لے گئے، یہ ہپناٹیزم آج لوگ عملا دکھا رہے ہیں یہ کیا چیز ہے؟

## حضرت سید زوار حسینؒ کا مشاہدہ

ہمارے حضرت سید زوار حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ ایک آدمی نے کرتب دکھانے کا اعلان کیا اور اس نے کہا کہ میں آٹھ بجے آپ کو کرتب دکھاؤں گا، بہت ساری گھڑیاں اس نے لگوا دیں اب یہ ہوا کہ





لوگ آ کر بیٹھ گئے دس منٹ اوپر ہو گئے، سوا آٹھ، ساڑے آٹھ ہوئے، وہ صاحب ہی نہیں آ رہے تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا اور آ کر اس نے ممبر پر کہا کہ میں اپنے اعلان کے مطابق ٹھیک وقت پر آ گیا ہوں لوگوں نے کہا آپ تو دیر سے آئیں ہیں کہنے لگا ٹائم دیکھو ٹائم دیکھا تو آٹھ بج رہے تھے اس کا تماشہ ہی یہی تھا کہ ٹائم زیادہ ہوتا تھا لیکن جب لوگ اس کی طرف دیکھتے تھے تو وہ گھڑی وعدے کے ٹائم پر ہوتی تھی، اس کا کھیل ہی یہی تھا حضرت فرماتے تھے کہ یہ ہم نے خود دیکھا ہوا ہے

## انگلینڈ کا واقعہ

اور ایک مرتبہ انگلینڈ میں ایک آدمی تھا اس نے اپنا میجک دکھایا، کہ ٹی وی پر آیا اور ٹی وی پر آ کر اس نے کہا کہ جتنے بھی لوگ ہیں وہ اپنے ہاتھ میں لوہے کی کوئی چیز پکڑ لیں تو کسی نے چمچ پکڑ لیا کسی نے چھری پکڑ لی تو کسی نے کار کی چابی پکڑ لی بس پکڑنے کی دیر تھی کہ ایک لمحہ میں جس کے ہاتھ میں جو چیز تھی وہ ٹیڑھی ہوگئی، یہ اس کا کرتب تھا اس پر مقدمہ کیا لوگوں نے کہ میری کار کی چابی ٹیڑھی ہوگئی کسی نے کہا میری فلاں چیز ٹیڑھی ہوگئی اس نے کہا کہ میں نے کیا کیا؟ میں نے تو کہا تھا کہ ہاتھ میں پکڑ لیں، آگے ٹیڑھا تو آپ نے کیا مگر پورے ملک کے لوگ جو ٹی وی دیکھ رہے تھے ان کے ساتھ یہ ہوا حضرت نے مجھے فرمایا کہ حقیقت میں اس بندے کو اپنی قوت ارادی کو استعمال کرنے کا طریقہ آتا تھا اس نے قوت ارادی کے ذریعہ ہر چیز کو ٹیڑھا کر کے رکھ دیا تو اگر لوگ اپنی قوت ارادی پر محنت کرتے ہیں اور وہ مداریوں کا کام کر کے دکھا دیتے ہیں تو پھر اللہ والوں کی قوت ارادی تو بہت زیادہ ہوتی ہے ان کے لئے کسی بندے کی طرف متوجہ ہو جانا اور بندے پر ان کی نظر پڑ جانا، بندے کے دل پر اثر ہو جانا، بندے کا دل نیکی کی طرف آ جانا، اللہ کی محبت کی طرف آ جانا یہ کونسا مشکل کام ہے،

پوچھتے ہیں کہ یہ توجہ کیا ہوتی ہے؟ تو مجھ سے جو پوچھتا ہے کہ توجہ کیا ہوتی ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ یہ بری نظر کیا ہوتی ہے؟ تو جب بری نظر ہوتی ہے تو اچھی نظر نہیں ہوسکتی، کہتا ہے ہوسکتی ہے میں کہتا ہوں اسی اچھی نظر کا نام توجہ ہے، یہ جو کہتے ہیں کہ فلاں کی نظر پڑی تو یہ ہوگیا وہ اصل میں توجہ پڑ رہی ہوتی ہے ان بزرگوں کی قوت ارادی کا اس پر دخل ہوتا ہے اور اس پر کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں لیکن جب وہ متوجہ ہوتے ہیں تو اللہ رب العزت کے ساتھ ان کا تعلق ایسا بن چکا ہوتا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ ان کی لاج رکھتا ہے اللہ تعالیٰ خیر کا معاملہ فرماتے ہیں تو توجہ کی بات سمجھ میں آئی۔

## زیادہ کھانے والے سالک کا واقعہ

ہمارے سلسلہ کے بزرگ تھے حاجی دوست محمد قندھاریؒ وہ قندھار سے موسی زئی شریف آئے تھے تو وہاں ان کے پاس افغانستان سے ایک شخص آئے شاید ان کا نام تھا ملا احمد اور وہ عالم تھے اور صوفی بھی تھے سالک بھی تھے اور ان سے بڑھ کر وہ پہلوان بھی تھے ماشاء اللہ بڑے لحیم وشحیم چنانچہ آکر انہوں نے حضرت کو تعارف کروایا کہ حضرت میں ملّا فلاں ہوں میں آپ کی خدمت میں ملنے کے لئے آیا ہوں لیکن میں ایک وقت میں ایک بکرا کھاتا ہوں اور انبار روٹیوں کا کھاتا ہوں یہ اس نے اپنے تعارف میں کہا مگر صاحب خدا تھے وہ بکرا کھانے کے بعد عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے یہ ان کی خوبی تھی معلوم ہوا یہ ان کی خوراک ہی بن گئی تھی انہوں نے آکر حضرت کو بتادیا کہ میں اتنا کھاتا ہوں، دو تین مہینے رہوں گا حضرت نے اس کی بات سن لی اس کے بعد لنگر کا جو ''لانگری'' تھا اس کو بلا کر کہا کہ یہ افغانی ملا آئے ہیں تو جب کھانے کا وقت ہو تو ان کو دو ہڈیاں ڈال دینا اور دو چپاتیاں دے دینا، ملا کہتے ہیں کہ بس میں سمجھا کہ اب بھوک سے مر گیا لیکن وہ کہتے ہیں کہ جب دسترخوان پر بیٹھا اور کھانے لگا تو میں اسکو کھا کھا



کر تھک گیا، مگر نہ دو روٹیاں ختم ہوئیں اور نہ دو بوٹیاں ختم ہوئیں، چنانچہ جب وہ بغیر کھائے اٹھ گئے تو حضرت کو کہنے لگے حضرت پہلے بیعت کریں پھر میں کچھ اور کروں گا، اصل میں حضرت پاس بیٹھے ہوئے اس کی طرف متوجہ تھے تو کھا کھا کر بھی دو بوٹیاں نہ کھا سکے۔

## خواجہ احمد سعید قریشی

ہمارے ایک بزرگ تھے خواجہ احمد سعید قریشیؒ جو حضرت شیخ زوار حسینؒ کے شیخ تھے بڑے کامل صاحب توجہ تھے اکثر جب وہ مراقبہ میں لوگوں پر توجہ کرتے تھے تو بعض لوگوں پر اللہ اللہ کا ایک حال طاری ہوجاتا تھا، اب جب محلے کی مسجدوں میں اس قسم کی بات ہو تو عجیب سی لگتی ہے لوگ کہتے ہیں ان کے پاس جن ہیں یہ جن چڑھا دیتے ہیں اور کوئی کہتا تھا کہ بڑے پکے جادوگر ہیں یہ تو جادوگر یہاں آئے ہوئے ہیں کوئی کہتا تھا یہ بندہ اندر سے اسکے ساتھ ملا ہوا ہے اور جب یہ مراقبہ کرواتے ہیں تو اس کا شاگرد ناچنا شروع کردیتا ہے تاکہ مجمع کے لوگ بیعت ہوجائیں ہر بندہ اپنی اپنی کہانیاں بتاتا تھا [اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ] چنانچہ ایک طرف غیر مقلدین کی کثرت تھی تو وہاں سے ایک بندہ آیا اس نے کہا کہ آپ تو جادوگر ہیں آپ کا تو ایمان بھی شک میں ہے کیوں کہ آپ تو بندوں پر جادو کردیتے ہیں، حضرت نے کہا کوئی جادو نہیں کرتا، اور وہ بندہ پٹھان تھا اس کا نام مولوی اکبر علی تھا اور وہ غیر مقلد تھا بہرحال وہ غصہ ہونے لگا حضرت نے فرمایا کہ غصہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ احادیث سے بھی ثابت ہے یہ توجہ ہوتی ہے تمہیں نہیں پتہ تو کیا ہوا؟ اس پر وہ کہنے لگا کہ ہم پر بھی توجہ ڈال کر دکھائیں ہم پر بھی حال چڑھے یہ تو تمہارے پالے ہوئے لوگ ہوتے ہیں جو آکر تماشے دکھا کر چلے جاتے ہیں حضرت نے فرمایا اچھا جب کبھی میں اکیلا ہوں تو تم میرے پاس آجانا اگلا دن عید کا دن تھا حضرت عید کی نماز پڑھنے کے بعد مسجد کے ساتھ

والے کمرے میں آرام فرما رہے تھے اور ادھر سے وہ مولانا اکبر علی بھی کمرے میں بیٹھ گیا کہنے لگا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جب میں اکیلا ہوں تو میرے پاس آنا، حضرت نے ان کو کہا کہ بیٹھ کر مراقبہ کرو اور حضرت نے توجہ دی ایسی توجہ دی کہ مولانا اچھلنے لگ گئے اچھلتے تھے اور لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے جب خوب اچھلنے لگے تو حضرت کمرے سے نکل آئے اور اس کو کنڈی لگادی، اب اندر جناب اچھل رہے ہیں اور لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ کا ذکر جاری ہے اللہ کی شان دیکھیں کہ ادھر ظہر کا وقت ہوگیا اب حضرت بھی متوجہ اور پریشان کہ اگر اس نے ظہر کی نماز نہ پڑھی تو پھر تو اہل محلّہ کا اعتراض بہت پکا ہوجائے گا کہ یہ کیسی توجہ؟ تو حضرت اللہ سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اللہ اس بندے کو افاقہ دے دے خیر جب نماز کی اذان ہوئی تو اذان کے ساتھ اس نے چھلانگیں لگانی بند کردیں اور وضو کے ساتھ تھا اور باہر آیا اور اس نے نماز پڑھی اور نماز پڑھ کر اس نے خود ہی کمرے میں جاکر پھر چھلانگیں لگانا شروع کردیں، کہتا تھا لا الہ الا اللہ، یعنی لوگ دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اسکی چھلانگ ایسی تھی کہ بسا اوقات سر کمرے کی چھت کے ساتھ لگتا تھا اتنا اونچا اٹھتا تھا حضرت نے توجہ دی عصر کی نماز کا وقت ہوگیا تو عصر کے وقت آیا اس نے عصر کی نماز پڑھی اور عصر کی نماز کے بعد وہ ممبر پر چڑھ گیا اور کہنے لگا کہ لوگو تمہیں کیا پتہ یہ صاحب قلب شخصیت ہیں اور انہوں نے مجھے ایسی توجہ دی کہ ایمان کی حلاوت مل گئی، لذت مل گئی، حضرت کے متعلق تقریر کرنی شروع کردی، اہل محلّہ بھی حیران کہ جس کو معترض بنا کر بھیجا تھا وہ خود ہی اسکا ساتھی ہوگیا، خیر کئی لوگ جو بہت پکے غیر مقلد تھے انہوں نے کہا کہ بڑا پکا جادوگر ہے اس پر بھی جادو چڑھا دیا وہ پھر بھی نہ مانے جب وہ نہ مانے تو حضرت نے ان کو یہ الفاظ کہے کہ اگر تم میں سے کوئی صاحب بصیرت ہوتا تو وہ مولانا اکبر علی کے ہاتھ چومتا اس کو وہ نعمت ملی ہے،

بس اگلے دن یہ ہوا کہ حضرت اپنے کمرے میں ہی تھے تو ملنے کے لئے علماء



صلحا آتے تھے ایک شیخ تھے کسی دوسرے شہر کے وہ وہاں آئے ہوئے تھے تو انہوں نے سنا کہ حضرت تشریف لائے ہوئے ہیں تو حضرت کو ملنے کے لئے آئے تو وہ حضرت کے کمرے کی طرف جارہے تھے تو ساتھ والے کمرے سے مولانا اکبر علی نکل آئے تو ان بزرگ کی جیسے ہی نظر پڑی وہ لوٹ کے مولانا کی طرف گئے ان سے معانقہ کیا اور انکے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور آکر حضرت سے یہ الفاظ کہے کہ حضرت آپ نے یہ نعمت اتنی عام کردی ہے حضرت نے آگے سے جواب دیا ''میں فضلی ہوں'' کیوں کہ ان کے شیخ کا نام فضل علی قریشی تھا اس نسبت سے کہا کہ میں فضلی ہوں مجھے فضل سے ملا ہے میں نے بھی اس کو عام کردیا توجہ ایسی چیز ہے۔

## خواجہ سعید احمد قریشیؒ کی توجہ

ہمارے حضرت خواجہ سعید احمد قریشیؒ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ وہ توجہ دیتے تھے اور بسا اوقات پورے کے پورے شہر والوں پر توجہ ڈالتے تھے اور پھر فرمایا بھی کرتے تھے کہ شہر میں بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کے قلوب سے وہ نور اور توجہ ٹکرا کر واپس آتی ہے اور میں کشفاً آواز سنتا ہوں کہ ہمارے لئے اس دل میں کوئی جگہ نہیں ہے فرماتے تھے میں اس توجہ سے یہ آواز سنتا تھا تو یہ توجہ ایک عجیب چیز ہے۔

## خصوصی توجہ

چنانچہ ہمارے بزرگ بھی توجہ کرتے رہتے ہیں مگر ذہن میں رکھنا کہ یہ وہ توجہ اپنی مرضی سے نہیں کرپاتے عام توجہ تو اپنی مرضی سے ہوجاتی ہے لیکن جو خصوصی توجہ ہوتی ہے وہ اللہ کی مرضی سے ہوتی ہے چنانچہ خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ مجمع میں فرماتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو پورے مجمع کو تڑپا کر رکھ دوں مگر مجھے اوپر سے

ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک عام توجہ ہوتی ہے وہ تو شیخ کی ہر وقت ہی چلتی رہتی ہے لیکن خصوصی توجہ جو اس قسم کی ہوتی ہے یہ جب اللہ کی طرف سے کوئی اشارہ ہوتا ہے تب جا کر یہ ان سے ظاہر ہوتی ہے یہ وہ توجہ تھی جو خواجہ باقی باللہؒ نے ایک نان بائی کے اوپر ڈالی تھی اور اللہ نے اس کو حضرت خواجہ باقی باللہؒ جیسی کیفیت عطا فرمادی تھی اس خصوصی توجہ کا طریقہ یہ ہے کہ بندہ اللہ کے سامنے روئے مانگے اور عاجزی کرے اللہ اس پر رحم فرمائے اور وہ پھر شیخ کے دل میں ڈال دیتے ہیں، شیخ تو، ڈاکیہ ہی ہوتا ہے اور اس نے ڈاک پہنچادینی ہوتی ہے کسی کا پیکٹ چھوٹا ہے کسی کا بڑا ہے، بھیجنے والا تو کوئی پیچھے ہوتا ہے، یہی معاملہ ہے اسلئے آپ جتنا مراقبہ کریں گے جتنا زیادہ اتباع سنت کریں گے جتنا زیادہ گناہوں سے بچیں گے اتنا زیادہ یہ توجہ خود بخود آپ کو شیخ کے قلب سے پہنچتی رہے گی چونکہ ایک روحانی رشتہ ہوتا ہے اسکو رابطہ قلبی کہتے ہیں۔

## رابطہ قلبی

شیخ کے ساتھ رابطہ قلبی رکھنا کہ اگر غیبت میں ہو، دور ہو تو وقوف قلبی اور اگر سامنے ہو یا قریب میں ہو تو رابطہ قلبی، رابطہ قلبی یہی ہوتا ہے کہ اپنے قلب کو خالی سمجھیں اور شیخ کے قلب کے ساتھ جڑا ہوا سمجھیں اور یہ سمجھیں کہ انکے قلب سے فیض میرے قلب کے اندر منتقل ہو رہا ہے، تو اسلئے اس نعمت کو فیض عمومی کہتے ہیں، توجہ شیخ کی ہر وقت ہی جاری رہتی ہے

خصوصی توجہ کے لئے عام طور پر جب اللہ رب العزت ان کے دل میں بات ڈالتے ہیں پھر وہ متوجہ ہوتے ہیں اگر کسی پر توجہ کا اثر ہو تو وہ یوں سمجھے کہ مجھے کسی کی نیک نظر لگ گئی ہے

آنکھوں میں بس گئی ہیں قیامت کی شوخیاں
دو چار دن رہے تھے کسی کی نگاہ میں



بندہ دو چار دن شیخ کی صحبت میں گذار کر جاتا ہے اسکے اثرات محسوس کرتا ہے یقیناً اثرات ہوتے ہیں، اسلئے ہمارے مشائخ بہت قوی التوجہ ہوئے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ ان کا کام ہی ہے ہر وقت قلب کے ساتھ اور قلب ہی سے توجہ ڈالنی ہوتی ہے تو جب ہر وقت ان کا کام ہی قلب کے ساتھ ہے تو وہ قلب کے تو اسپیشلسٹ ہو گئے تو جب قلب کے اسپیشلسٹ ہو گئے تو قلب سے توجہ ڈالنا تو پھر ان کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے، اسلئے ہمارے مشائخ ظاہر میں خاموش نظر آتے ہیں مگر بہت قوی التوجہ ہوتے ہیں۔

## ظاہر میں خاموش

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں یہ الفاظ لکھے ہیں کہ اس سلسلہ کے مشائخ کو آپ ظاہر میں دیکھیں گے تو بہت ٹھنڈے نظر آئیں گے مگر بہت قوی التوجہ ہوتے ہیں وجہ اس کی یہی ہے کہ ہر وقت ہی انہوں نے قلب کی طرف متوجہ رہنا ہوتا ہے تو جب قلب کی قوت ارادی نے کام دکھانا ہوتا ہے تو پھر دوسرے پر اثر بہت زیادہ ہوتا ہے، قلب کی قوت ارادی بہت قوی الاثر ہوتی ہے ایک اور سلسلہ کے لوگ تھے تو وہ کہنے لگے کہ جی یہ جو نقشبندی ہے بہت ہی ٹھنڈے ہوتے ہیں ان کے یہاں کیا توجہ ہوگی؟ توجہ تو ہوتی ہے ہمارے سلسلہ میں، جہاں ہو ہا عشق اور مستی نعرے اور سب کچھ ہے توجہ تو وہاں ہوتی ہے تو وہ جو بزرگ تھے انہوں نے مسکرا کر کہا ﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا﴾ اللہ وہ ذات ہے جس نے سبز درخت میں سے تمہارے لئے آگ بنادی، اسی طرح یہ حضرات ظاہر میں ٹھنڈے نظر آتے ہیں مگر اللہ نے ان کے باطن میں اپنی محبت کی آگ رکھی ہے، انکی توجہ ایسی ہوتی کہ دیکھنے میں پتہ بھی نہیں چلتا لیکن توجہ ہو رہی ہوتی ہے۔

ہمارے حضرتؒ باقاعدہ جن کو اجازت وخلافت دیتے تھے ان کو توجہ ڈالنا سکھاتے

تھے یہ کوئی پکی نسبت نہیں ہے، میں حیران ہوتا ہوں کہ میرے پاس بہت سارے سلاسل کے خلفاء آتے ہیں ہزاروں مریدین ہوتے ہیں وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ یہ توجہ کیا ہوتی ہے؟ اس سے پتہ چلتا ہے کہ بس اصلاحی تعلق والی ایک بیعت ہوتی ہے جو چل رہی ہوتی ہے وہ جو روحانیت والی بیعت تھی وہ نہیں چل رہی ہوتی، تو اسلئے ہمارے مشائخ کو اللہ رب العزت نے یہ نعمت دی الحمد للہ اسلئے ان کی صحبت میں جو بندہ چند دن رہ جاتا ہے اسکے دل پر اسکی تاثیر ہوتی ہے، اثر ہوتا ہے۔

## رابطۂ قلبی کا نعم البدل

تو جب آپ دور ہوا کریں تو وقوف قلبی یعنی اللہ کی طرف دھیان رکھیں، اور جب قریب ہوا کریں مثلاً مسجد میں ہیں یا مجلس میں ہیں تو اس وقت رابطہ قلبی رکھیں، رابطہ قلبی یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے دل کو خالی سمجھے اور سمجھے کہ اللہ کی رحمت نبی ﷺ کے قلب مبارک سے مشائخ کے واسطہ سے میرے شیخ کے قلب پر آرہی ہے اور میرے شیخ کے قلب سے میری طرف منعکس ہو رہی ہے بس اس نیت کو لے کر بیٹھنے سے گویا اس نے اپنے شیخ کے ساتھ قلبی رابطہ مکمل کر لیا اللہ تعالیٰ یہ ایک باطنی نعمت اسکے دل میں اس طرح پہنچا دیتے ہیں کہ پتہ بھی نہیں چلتا،

## فیض باطن ملنے کی علامتیں

تو اس نور و فیض کو جب انسان حاصل کرتا ہے تو اس کی کیفیات مختلف ہوتی ہیں، بعض بندوں کے اندر اللہ کی محبت بڑھ جاتی ہے، بعض کے اندر نیکی کا شوق بڑھ جاتا ہے، بعض بندوں کی طبیعت میں ایک انبساط و انشراح محسوس ہوتا ہے، وہ سمجھتے نہیں کہ ہمیں ہوا کیا ہے؟ لیکن طبیعت کے اندر انبساط و انشراح کا آجانا یہ بھی اسی فیض کے ملنے کی علامت ہوتی ہے، اور بعض لوگوں کو کئی مرتبہ رات کو نیند کم آتی ہے نماز پڑھنے کو دل چاہتا ہے، ذکر کرنے کو دل چاہتا ہے، تسبیح پھیرنے



کو دل چاہتا ہے، یہ فیض کی مختلف علامات ہوتی ہیں۔

ہمارے حضرت خواجہ غلام حبیبؒ ماشاء اللہ بہت قوی التوجہ بزرگ تھے، آنے والے کو ایک ہی مراقبہ میں تڑپا دیتے تھے، تو یہ توجہ اور فیض دو لفظ تھے جو آج مجھے آپ کے سامنے کھولنے تھے تاکہ آپ کو پتہ چل جائے کہ حقیقت میں بنیادی طور پر یہ قوت ارادی ہوتی ہے اس قوت ارادی کو جب نیکی کے کام میں استعمال کرتے ہیں اس کو توجہ کہہ دیتے ہیں اور چونکہ نیت خیر کی ہوتی ہے اسلئے بندہ نیکی کی طرف آجاتا ہے اسی لئے ایسے حضرات کسی سے بات کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے پھر اس بندے کو عمل کی توفیق دے دیتے ہیں، ورنہ آپ نے دیکھا کہ واعظ حضرات کیسی کیسی تقریریں کرتے ہیں مجمع کو رلا دیتے ہیں، مجمع کو ہنسا دیتے ہیں، نعرے لگوا دیتے ہیں مگر مجمع میں سے کتنے ہوتے ہیں جو زندگی بدلنے کی نیت لے کر اٹھتے ہیں،

ابھی دو چار دن پہلے جب باہر ایک جگہ دورۂ قرآن ختم ہوا اور اس عاجز نے دعا کروائی تو مجھے یہ باقاعدہ پیغام ملا کہ اس مختصر سے بیان اور دعا کے بعد کتنی عورتیں تھیں جو شرعی پردہ کرنے کے لئے آمادہ ہوگئیں، جو معلّمہ یہ دورہ کروا رہی تھی اسکے سامنے اس طرح لائن لگ گئی جیسے دستار بندی کے لئے بچوں کی لائن لگ جاتی ہے وہ عورتیں نقاب لے لے کر آتی تھیں کہ ہم آپ کے ہاتھ سے بندھوانا چاہتی ہیں آج کے بعد ہم اسکو مستقل باندھیں گی اور یہ کہاں ہوا؟ دنیا کے اس علاقے میں جہاں نقاب پہن کر رہنا بڑا ہی مشکل کام ہے، تو ایک مختصر دعا اور بیان کے بعد درجنوں کے حساب سے عورتیں آتی ہیں کہ ہمیں نقاب پہنا دیں ہم آج کے بعد نقاب والی زندگی گذاریں گے، تو یہ توفیق اللہ دے رہا ہے تو اس توجہ کی برکات میں سے ایک یہ برکت ہے کہ بندہ نیکی کی طرف کھنچتا ہے، خود بخود اس کو اللہ کی طرف سے عمل کی توفیق نصیب ہوتی ہے اسلئے ہر بندہ طلبگار رہتا ہے کہ میں شیخ کی نظر میں رہوں شیخ کی توجہ میرے اوپر رہے وہ قریب کا رابطہ رکھتا

ہے اور زیادہ قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے بہر حال جس کا جو نصیب ہوتا ہے وہ پالیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ ہمیں اپنی سچی محبت عطا فرمائیں۔

## حضرت نانوتویؒ کی ایک کیفیت

حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھنے لگا تو اچانک مجھے اپنے جسم میں پسینہ محسوس ہونے لگا گھبراہٹ سی محسوس ہونے لگی کہنے لگے میں نے ڈائری میں وقت لکھ کر رکھ لیا کہ اس دن اتنے بجے میرے اوپر یہ کیفیت سی ہوئی، کہنے لگے کہ جب دو تین دن گذرے تو میرے استاذ مولانا یعقوب نانوتویؒ کا خط آیا اور انہوں نے خط کے اوپر وہی تاریخ اور وہی وقت لکھا ہوا تھا اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب استاذ ان کو خط لکھ رہے تھے تو باطنی طور پر استاذ کی توجہ ان کے قلب پر آرہی تھی جس کو حضرت قاسم نانوتویؒ نماز کے اندر یوں محسوس کر رہے تھے، تو توجہ ایسی چیز ہے اسلئے مشائخ اس توجہ کو کسی مادی مقصد کے لئے یا کسی اور مقصد کے لئے ہرگز استعمال نہیں کرنے دیتے، اسی لئے پھر ہر بندے کو اجازت نہیں دیتے کوئی سبق کر بھی لے تو اجازت نہیں دیتے، اسباق کا کر لینا اور چیز ہے اور اس کو اجازت دے دینا ایک اور چیز ہے، اجازت کی شرائط اس میں محسوس کرتے ہیں تب دیتے ہیں اور مشائخ نقشبند اس وقت وعدہ لیتے ہیں کہ تم اس توجہ کو دنیا کے مقصد کے لئے استعمال نہیں کروگے اور کیوں کہ اللہ کی رضا کے لئے استعمال کرتے ہیں تو برکتیں بھی زیادہ ہوتی ہیں، بہر حال دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو نیکی پر جمادے۔

## وقوف قلبی

وقوف قلبی کا لفظ تو آپ نے سنا ہوگا وقوف قلبی اس کو کہتے ہیں کہ اپنی توجہ اللہ کی طرف رکھنا یعنی ٹھہرے رہنا، دل کے اوپر توجہ ٹھہرے رہنے کا کیا مطلب؟



کہ دل کو اللہ کی یاد میں جمائے رکھنا، ایک ہوتا ہے اللہ اللہ کرنا وہ مراقبہ میں کیا جاتا ہے، وقوف قلبی میں نہیں ہوتا بلکہ اس میں صرف اللہ کی طرف دھیان اور سوچ رکھنا ہوتا ہے اس کی مثال ایسے سمجھیں کہ جیسے کسی ماں کا جوان بیٹا فوت ہو جائے تو کچھ عرصہ اس کو ہر وقت بیٹے کی یاد رہتی ہے اسی کا نام وقوف قلبی ہے اس کو ''وقوف بیٹا'' نصیب ہو جاتا ہے سارا دن بیٹے کا خیال، ساری رات بیٹے کا خیال، صبح وشام بیٹے کا خیال اس کو وقوف بیٹا نصیب ہو گیا اب کئی مائیں تو سالوں یاد رکھتی ہیں کہ ہمیں یاد آتا ہے ہم بھول نہیں پاتیں تو جس طرح اس کو وقوف بیٹا نصیب ہو گیا بندے کو اگر وقوف قلبی نصیب ہو جائے، اللہ کی طرف دھیان نصیب ہو جائے تو یہ کونسی مشکل بات ہے، انسان کو ایسا ملکہ مل جاتا ہے کہ ایک لمحہ بھی اللہ سے دھیان نہیں ہٹتا۔

## حضرت خواجہ عزیز الحسنؒ کا واقعہ

خواجہ حضرت عزیز الحسن مجذوبؒ ایک مرتبہ محفل میں بیٹھے تھے تو انہوں نے لطیفے سنانے شروع کر دیئے اور جم کر لطیفے سنائے اب لطیفہ تو آپ کو پتہ ہی ہے کہ بندے کو ہنسا دیتے ہیں، لہذا سب خوب ہنسے، مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک گھنٹہ ہنسا ہنسا کر برا حال کر دیا پھر ایک دم سنجیدہ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ سچ سچ بتائیں اس ایک گھنٹے میں آپ میں سے کون تھا کہ جس کی اللہ کی طرف توجہ رہی، کہنے لگے ہم تو حیران کہ اس حالت میں بھی اللہ کی طرف توجہ؟ تو پھر فرمانے لگے کہ الحمد للہ ایک گھنٹہ میں نے آپ لوگوں کو ہنسایا ہے اس ایک گھنٹہ میں ایک لمحہ بھی میرا دل اللہ سے غافل نہیں ہوا اس کو ''وقوف قلبی'' کہتے ہیں کہ ہاتھ کام کاج میں ہوں اور دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہو، یہ بڑی نعمت ہے اور اس سلسلہ میں محنت کرنی چاہیئے پھر دولت اللہ کے فضل سے حاصل ہو جاتی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں وقوف قلبی عطا فرمادیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

# سوالات کے جوابات

یہ سوالات حضرت سے سالکین نے جھنگ اجتماع کے موقع پر دریافت کئے تھے نفع کی خاطر شامل کیا جارہا ہے

سوال اگر سالک کے لطائف بند ہوں تو کیا کرے؟

جواب: اپنے شیخ کو بتائیں اور شیخ جو عمل کرنے کو کہیں وہ کرنا چاہیئے ۔

سوال: خلوت میں مراقبہ کرتے وقت شیخ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے؟

جواب: خلوت میں مراقبہ کرتے وقت صرف ذکر کی طرف توجہ کرنی چاہئے شیخ کی موجودگی میں شیخ کی طرف رابطہ کی ضرورت ہے۔

سوال: سالک تربیت کی خاطر اپنے اہل خانہ کو مراقبہ کرواسکتا ہے؟

جواب: نہیں جب تک شیخ کی طرف سے اجازت نہ ہو اس وقت تک نہ کرائے، شیخ کی طرف سے بتا تو سکتا ہے کہ یوں مراقبہ کرنا چاہئے البتہ کروا نہیں سکتا۔

سوال: اگر کوشش کے باوجود گناہ میں مبتلا ہو تو کیا حل ہے؟

جواب: گناہ چھوڑنے کا ارادہ کرے اور شیخ کو بتائے اور وہ جو علاج تجویز کریں اس پر عمل کرے گھبرانا نہیں چاہیئے بار بار توبہ کرنا یہ بھی استقامت کی دلیل ہے، اگر شیطان گناہ کروانے سے باز نہیں آتا تو پھر ہم توبہ کروانے سے باز کیوں آتے ہیں؟ جب اللہ تعالی بخشتے ہوئے نہیں تھکتے تو ہم معافی مانگتے ہوئے کیوں تھک جاتے ہیں۔

سوال: نماز میں اگر تصور آئے تو کیا پڑھنا چاہیئے؟



جواب: پڑھنا تو وہی چاہیئے جو نماز میں ہے اسکے معانی کی طرف دھیان کرنا چاہیئے۔

سوال: کیا والدین کی مرضی کے بغیر عالم بن سکتا ہے؟

جواب: والدین کی اجازت لے کر عالم بنے گا تو برکت زیادہ ہوگی، اور ہمنے یہ دیکھا ہے کہ طلبا عاجزی پیدا نہیں کرتے کوئی والدین ایسے نہیں ہیں کہ بچہ رو روکر مانگے اور والدین اسکو اجازت نہ دیدیں ضد کرکے والدین کی نافرمانی کر کے نہ جائے ماں باپ کے سامنے جھکنے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے اس لئے ماں باپ کی دعائیں لے کر جانا چاہیئے۔

سوال: حالات بتانے سے مراد باطنی حالات یا دنیوی حالات؟

جواب: باطنی حالات ضرور بتانے چاہئیں اگر انکا تعلق دنیوی حالات کے ساتھ ہو تو وہ بھی عرض کردے ورنہ ضرورت نہیں ہوتی۔

## ضربیں کسی کہ نام کی دل پہ یوں ہی لگائے جا

تو ہو کسی بھی حال میں مولی سے لو لگائے جا
قدرت ذوالجلال میں کیا نہیں گڑگڑائے جا

بیٹھے گا چین سے اگر کام کے کیا رہیں گے پر
گو نہ نکل سکے مگر پنجرے میں پھڑ پھڑائے جا

اشک یونہی بہائے جا دل کی لگی بجھائے جا
آہیں بھی کھینچ کھینچ کر آتش غم بڑھائے جا

حسن تماشہ دوست کو عشق کرشمہ ساز تو
کھیل یونہی نئے نئے شام و سحر دکھائے جا

ضربیں کسی کے نام کی دل پہ یونہی لگائے جا
گو نہ ملے جواب کچھ در یونہی کھٹ کھٹائے جا

کھولیں وہ یا نہ کھولیں در اس پہ ہو کیوں تیری نظر
تو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا

ہاں مجھے مثل کیمیا خاک میں تو ملائے جا
شان میری گھٹائے جا رتبہ میرا بڑھائے جا

سب ہوں حجاب برطرف دیکھوں تجھی کو ہر طرف
پردے یونہی اٹھائے جا جلوے یونہی دکھائے جا

جام پہ جام لائے جا شان کرم دکھائے جا
پیاس میری بڑھائے جا روز نئی پلائے جا

پوری نہیں ہے بے خودی کرتا ہوں مستیاں ابھی
ہوش میرے اڑائے جا اور ابھی چکھائے جا

تیری بلا سے کچھ ہو بس تو تو ادا دکھائے جا
روتا ہے روئے کل جہاں تو یونہی مسکرائے جا

غم سے کہاں فراغ ہے دل پہ تو روز داغ ہے
قبضہ میں تیرے باگ ہے نت نئے گل کھلائے جا

دیکھ یہ راہ عشق ہے ہوتی ہے بس یونہی یہ طے
سینے پہ تیر کھائے جا آگے قدم بڑھائے جا

یہ نہیں ظلم دشمناں یہ ہے جفائے جان جاں
صورت ہے ابر تو بھی ہاں روتے میں مسکرائے جا

خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ





## مناجات

ایک نشہ سا ہے جو چھائے ہے ترے نام کے ساتھ
اک تسلی سی بھی آئے ہے تیرے نام کے ساتھ

عنبر و عود لٹائے ہے تیری یاد جمیل
ایک خوشبو سی بھی آئے ہے تیرے نام کے ساتھ

گویا کونین کی دولت کو سمیٹا اس نے
دل کی دنیا جو بسائے ہے تیرے نام کے ساتھ

ہے ترا ذکر حلاوت میں کچھ ایسا کہ زباں
اک نیا ذائقہ پائے ہے تیرے نام کے ساتھ

دل تڑپتا ہے سنے جب بھی تیرا نام کہیں
آنکھ بھی اشک بہائے ہے تیرے نام کے ساتھ

خوب کیا عشق الٰہی کا اثر ہوتا ہے
روح بھی وجد میں آئے ہے تیرے نام کے ساتھ

حشر کیا ہوگا بھلا ان کا تری دید کے دن
جن کا دل جوش میں آئے ہے تیرے نام کے ساتھ

خوب جی بھر کے جو کرتا ہے ترا ذکر فقیر
دل کی ظلمت کو مٹائے ہے تیرے نام کے ساتھ

اللہ اللہ اللہ

**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**

خودی کا سر نہاں لا الہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الہ الا اللہ
یہ دور اپنے ابراہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ
کیا ہے تو نے متاع غرور کا سودا
فریب سود وزیاں لا الہ الا اللہ
یہ مال ودولت دنیا یہ رشتہ وپیوند
بتان وہم وگماں لا الہ الا اللہ
خرد ہوئی ہے زمان ومکاں کی زناری
نہ ہے زماں نہ مکاں لا الہ الا اللہ
یہ نغمہ فصل گل ولالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ



# مناجات

میں ترے سامنے جھک رہا ہوں خدا — میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا
میں گنہگار ہوں میں سیاہ کار ہوں — میں خطا کار ہوں میں سزاوار ہوں
میرے سجدوں میں تیری ہی حمد وثنا — میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا
میری توبہ ہے توبہ اے میرے الہ — مجھ گنہگار کو تو نہ دینا سزا
میری آہوں کو سن لے اے حاجت روا — میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا
میں تو غفار ہوں تو نے خود ہی کہا — نہیں کوئی نہیں ہے شہباز کا
بخشدوں گا تجھے یہ ہے وعدہ ترا — میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا